

طاقتوں کی دنیا

سائسیرو (Cicero) کے افکار کو سامنے رکھ کر آج کے حالات کے متعلق لکھنا چاہتا تھا۔ مگر وہ ہن امریکی صدر کا مسلمان ملک کے دورہ کی جانب چلا گیا۔ سائسیرو کے ہزاروں برس پہلے کہے اور لکھے ہوئے خیالات تھوڑی درکیلے ذہن کے نہای خانہ میں غائب سے ہو گئے۔ مگر وہ عظیم فلسفی کہاں غائب ہو سکتا ہے۔ روم کی عظیم تہذیب کا روشن دماغ، جس نے ہزاروں برس پہلے حکومت، ریاست اور لوگوں کے درمیان حقوق اور فرائض کی بات کی۔ ایکیش کی بات کی۔ جس نے ملک کے ہر طبقہ کا کردار بہترین طریقے سے اجاگر کر دیا۔ خیر اس بڑے آدمی کی گہری باتیں اور آج کی دنیا پر اسکے ربط پر اثرات پھر بھی لکھوں گا۔

ڈونلڈ ٹرمپ ایک مشکل انسان ہے۔ جس طرح امریکہ بلکہ دنیا کے سب سے طاقتوں عہدہ کو حاصل کیا، اسکی مثال حالیہ تاریخ میں کہیں نہیں ملتی۔ ٹرمپ ایک ستر سالہ انسان ہے جو حقائق کو حالات کے مطابق ڈھالنے کی اہمیت سے واقف ہے۔ سعودی عرب اور مسلمانوں کے متعلق اسکے منفی خیالات سے ہر کوئی واقف ہے۔ مگر یہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ امریکی صدر اتنی تیزی سے عملیت پسندی کی جانب روانہ ہو جائیگا۔ مقصد بھی صرف ایک، کہ امریکہ کی ترقی کو مقدم گردانتے ہوئے ہر مالی فائدہ حاصل کیا جاسکے۔ سعودی عرب کے حالیہ دورے کے متعلق بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور یہ مشق جاری رہیگی۔ مگر اس دورہ سے سعودی عرب کے شاہی خاندان کی فکری کمزوری بہت کھل کر سامنے آگئی ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ ایران نے ہر جگہ اپنے فرقے کے مطابق گر ہوں اور ملکوں کو مسلح بھی کیا ہے اور جنگ کیلئے آمادہ بھی۔ مگر یہ کام تو سعودی عرب اور دیگر مسلح ممالک عرصہ دراز سے مسلسل کرتے چلے آرہے ہیں۔ مسلم دنیا میں ہر طرف سعودی عرب اور ایران کی جنگ بھر پر طریقے سے جاری ہے۔ دونوں ممالک کے پاس اس مشکل ترین حرکت کے آن گنت جواز ہیں مگر حقیقت میں کوئی جواز نہیں۔ عسکری اعتبار سے سعودی عرب اور ایران دونوں طاقتوں ممالک میں نہیں آتے۔ گلوبل فائز پار انڈ کس اس حقیقت کی تصدیق کرتا ہے۔ یہ انڈ کس دنیا کے تمام ممالک کی فوجی، فضائی اور بحری قوت کا تجزیہ کرتا ہے اور اسکے بعد ایک فہرست کے طور پر شائع کر دیتا ہے۔ غیر جانبدار تحقیق ہر طریقے سے بہت جامعہ ہوتی ہے۔ ایران اس میں بیسویں نمبر پر ہے۔ سعودی عرب چوبیس نمبر پر موجود ہے۔ یعنی دونوں متحارب ملک تقریباً ایک جیسے ہیں۔ دلیل کی بنیاد پر دیکھیں تو دونوں ممالک کسی بھی فریق کو بھر پور نقصان پہنچانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ مگر ڈونلڈ ٹرمپ نے کمال سمجھداری سے تمام اسلامی دنیا کے سامنے ایران کو ایک دشمن بنانا کر پیش کیا ہے۔ اس کوشش سے امریکہ کو چار سوار بڑا رک جنگی ہتھیار بیچنے کا موقع ملا ہے۔

بتایا گیا تھا کہ سعودی بادشاہ کبھی کسی غیر ملکی حکمران کو بذات خود ایک پورٹ پر خوش آمدید نہیں کہتا۔ بادشاہ کی سماجی، سیاسی اور دنیاوی حیثیت اس بات کی اجازت ہی نہیں دیتی کہ کسی کو بھی اپنے آپ سے اہم تسلیم کرے اور اسے ایک پورٹ جا کر خود دیکلم کرے۔ یہ ایک طریقے سے بادشاہ کے مقام کی برتری کی دلیل ہے۔ مگر ڈونلڈ ٹرمپ کے حالیہ دورہ میں یہ روایت بادستور مکمل طور پر بالائے طاق رکھ دیا گیا۔ بادشاہ خود ہی صدر کو لینے کیلئے انکے چہاز تک پہنچ گیا۔ اس سے صرف ایک بات سامنے آئی کہ امریکی صدر کوئی بھی ہو، بہر حال وہ

مسلمانوں کے معزز ترین حاکم سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ یہ اہمیت مصر کے صدر سپسی، ترکی کے صدر اردگان یا اردن کے بادشاہ کے نصیب میں ہرگز ہرگز نہیں تھی۔ اب، توجہ دوسری طرف لے جائیے۔ سعودی عرب پوری دنیا میں اسلام کی ایک سخت گیر حیثیت کی ترجمانی کرتا ہے۔ سعودی معاشرہ میں سب سے کمزور حیثیت خواتین کی ہے۔ عملی طور پر انکے کوئی حقوق نہیں ہیں۔ سیاست، فیصلہ سازی اور حکومت میں انکی کسی ادنیٰ درجہ کی بھی حیثیت نہیں ہے۔ انکے لباس کے متعلق ایک مضبوط ضابطہ اور قانون موجود ہے جسے حکومتی عمال پورے جبر کے ساتھ موثر بناتے ہیں۔ کسی سعودی لڑکی یا عورت کی جرات نہیں کہ سکرٹ پہن کر گھر سے باہر نکل آئے۔ کوئی خاتون سوچ بھی نہیں سکتی کہ پورے جسم اور سر کوڈھانپے بغیر کہیں بھی آ جاسکے۔ یہ الگ تلخ حقیقت ہے کہ چار دیواری کے اندر جو کچھ وہاں ہو رہا ہے، شائد اسکے متعلق سوچا بھی نہیں جا سکتا۔ خیر بات سعودی خواتین کے ظاہری حلیہ کے متعلق تھی۔ اس عالیٰ، قبائلی اور سماجی قانون کو ٹرمپ اور اسکی فیملی نے اپنے جوتے کی ٹھوکر پر کھا۔ فست لیدی ملینا ٹرمپ نے وہی لباس پہن رکھا جو امریکہ میں پہنچتی ہے۔ امریکی طرز کی سکرٹ اور اسکے ساتھ مغربی روایت کے مطابق برہنہ سر۔ اس نے کوئی سکارف نہیں پہنا۔ لمبی سکرٹ بھی پہننے سے انکار کیا۔ کسی سعودی عمال کی جرات نہیں تھی کہ فست لیدی کو کچھ کہہ سکے۔ اس سے بادشاہ نے بالکل اسی طرز سے ہاتھ ملایا جس طرح صدر سے ملایا تھا۔ یعنی اس ایک ڈیڑھ منٹ کیلئے مقامی قانون کمزور پڑ گیا تھا یا شاہد اسکی اصلاحیت نظر آگئی تھی کہ وہ تو صرف کمزور فریق کیلئے ہے۔ دنیا کے طاقتوروں اگر سعودی عرب آبھی جائیں، تو قانون انکی حفاظت کرتا ہے۔ اپنی تضمیح کی پرواہ کیے بغیر خوشی کے شادیاں بجا تا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اگر سعودی قوانین اتنے سخت اور بغیر لپک کے تمام مسلمان خواتین کیلئے ہیں، تو امریکی خاتون کو کیسے استثناء حاصل ہو گیا۔ یہ اہتمام یا استثناء، ملینا ٹرمپ کے علاوہ کسی کو بھی نہیں دیا گیا۔ پھر مقصد کیا ہے کہ ہمارے جیسے ادنیٰ ممالک کیلئے شہنشاہ وقت بن جاؤ، ہماری خواتین کی چاکب نکال لو۔ مگر طاقتوروں کے سامنے اوندھے لیٹ جاؤ۔ آنکھیں بند کر لواور خوشی سے ناچنا شروع کر دو۔ رقص کی بات محاورہ کے طور پر نہیں کر رہا۔ قبائلی ناج بھی ایک تقریب کا حصہ تھا جس میں تلواریں نوکروں یا غلاموں نے تھام رکھی تھیں۔ خیر رقص پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ بہر حال یہ ہر ملک کا ثقافتی سرمایہ ہوتا ہے۔

اب اس مشکل رویے کی طرف بھی توجہ فرمائیے جو میڈیا کے مطابق پاکستان کے ساتھ روا رکھا گیا۔ ایک میڈیا پر سن تو اس درجہ جذباتی ہو گئے کہ بار بار فرماتا ہے تھے کہ وہ تو اپنی اور پاکستان کی بے عزتی پر سخت پریشان ہیں۔ تقریباً ایسی ہی باتیں تمام میڈیا گرو فرماتے رہے ہیں۔ سچ کیا ہے اسکے لئے ہمیں اپنے تعصبات سے اوپر اٹھ کر ٹھنڈے طریقے سے سوچنا ہوگا۔ دنیا کا ایک ملک بتا دیں جہاں پاکستانیوں کی بھیتیت قوم کسی قسم کا شخصی احترام ہو۔ بہت تلخ بات ہے۔ مگر گزشتہ تین سے چالیس برسوں میں قومی وقار کی حد پاکستانی ایئر پورٹ پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ دنیا کے ان گنت ملک دیکھ چکا ہوں۔ تقریباً ہر برا عظیم میں جانے کا اتفاق ہوا ہے۔ ایک ملک یا ایک بھی غیر ملکی ایئر پورٹ نہیں دیکھا، جہاں پاکستانی پاسپورٹ کی کسی قسم کی اہمیت ہو۔ آپ مغربی ممالک کو تو جانے دیجئے۔ سعودی عرب میں پاکستانیوں کی کیا قدر و منزلت ہے۔ اندازہ ایک منٹ میں کسی بھی پاکستانی کی رام کہانی سنکر ہو جاتا ہے۔ معاف کیجئے گا۔ سعودی عرب میں پاکستانیوں کو تیسرے یا شاہد چوتھے درجہ کی مخلوق سمجھا جاتا ہے۔ مزدوری کرنے والے دہاڑی دار لوگ، جو برے حالات میں بھی وہاں رزق

کیلئے رہنے پر مجبور ہیں۔ ہم لاکھ عمرے کریں، اپنے پسیے خرچ کر کے سعودی حکومت کو امیر سے امیر تکریں، مگر عملی طور پر ہم "کمی کے کمی" ہی گردانے جاتے ہیں۔ شائد شخصی اعتبار سے چند حکومتی لوگوں کو معزز سمجھا جاتا ہو، مگر وہاں بھی کسی کو مسلمہ اہمیت حاصل نہیں ہے۔ جب پورے سعودی عرب میں ہمیں ایک خاص تحقیق سے دیکھا جاتا ہے، ہمیں روزانکے ادنیٰ درجہ کے جاہل شرطے ذلیل کرتے ہیں۔ تو صاحب، سرکاری و فدکی نادری کا کیا گلہ بلکہ کیسا گلہ۔ عرض کروں گا کہ نواز شریف کا تو پھر بھی ذاتی احترام اور عزت ہے۔ کبھی کسی سے پوچھیے کہ زرداری صاحب اور بے نظیر سے انکا کیسارویہ یا تھا۔ آرمی چیف انگی کیونکہ ضرورت ہے۔ اسلیے اسے وہ ایک عملی ساپروٹوکول دے دیتے ہیں۔ جس پر ہم بغایب بجاتے ہیں۔ ان دانشوروں سے اتفاق نہیں کرتا جو بتا رہے ہیں کہ ہماری بے عزتی کی گئی ہے۔ صاحب، آپ کی عزت ہوئی کب تھی کہ آپ اس سلوک کا روناروئیں۔ طالبعلم، وزیر اعظم کی تقریر نہ کرنے کو بھی متنازع نہیں سمجھتا۔ کیونکہ یہ اختیار صرف اور صرف ہوست (Host) ملک کا ہوتا ہے کہ وہ کس سے تقریر کروائے یا نہ کروائے۔ وہاں مسلمان ممالک کے تمام جمہوری اور غیر جمہوری فرماروں موجود تھے۔ سعودی حکومت ہر ایک سے تقریر نہیں کرو سکتی تھی۔ یہ اختیار ہماری حکومت کا نہیں ہے کہ ہم زبردستی تقریر کریں۔ کیونکہ ہمارے ملک میں غیر جذباتی طریقے سے سوچنے اور لکھنے کا فقدان ہے۔ لہذا، ہم ہر سفارتی عمل کو بھی متنازع بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ویسے عجیب بات یہ ہے کہ ہمارے انتہائی دکھی اینکر پرسنزر کی باتیں پورے ہندوستان کے میڈیا نے بار بار چلا کیں اور ہمارے دانشوروں کے ہاتھوں ہمیں بھر پو طریقے سے ذلیل و رسوا کیا گیا۔

سوشل میڈیا پر ایک غیر مصدقہ، سعودی تحفوں کی فہرست گردش میں ہے۔ اس میں ہیرے جواہرات، سونے کی تلوار، دنیا کی سب سے قیمتی کاشتی کا ذکر ہو رہا ہے۔ تمام تر تحفوں کی قیمت ایک سے ڈیڑھارب ڈالر ہے۔ اس غیر مصدقہ فہرست میں یہ بھی درج ہے کہ یہ تمام تخفے ڈونلڈ ٹرمپ کو ذاتی حیثیت میں دیے گئے ہیں۔ لہذا یہ سرکاری سٹھپر امریکی تو شہ خانے میں جمع نہ کروائے جائیں۔ مگر امریکی قانون اس درجہ موثر ہے کہ ٹرمپ کو ان تھاکف میں سے کسی کو بھی رکھنے کی اجازت نہیں ملے گی۔ بہر حال یہ فہرست مکمل طور پر غیر تصدیق شدہ ہے۔

امریکی صدر کے سعودی دورے سے امریکہ کو اقتصادی طور پر بے انتہا فائدہ ہوا۔ سعودی شاہی خاندان کو بھی فائدہ ہوا کہ سابقہ صدر باراک اوباما کے دورے کے سر دو مہر تعلقات یک دم بہت اچھے اور قریبی نظر آنے لگے۔ اصل حقیقت کیا ہے۔ اقتدار کی شلنخ پر کس مہرے سے کب اور کون سا کام لیا جانا ہے، اس پر کچھ بھی کہنا قبل از وقت ہے۔ مگر ایک عنصر کھل کر سامنے آ گیا ہے۔ دنیا میں اصل جو ہر طاقت اور قوت کا ہے۔ طاقتوں کے سامنے سب ناچھتے ہیں۔ بادشاہ بھی اور غلام بھی۔ لیکن کمزور فریق ہمیشہ گلہ ہی کرتے نظر آتے ہیں۔ اسلیے کہ گلے سے زیادہ کچھ کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ مگر صاحب، کیسا گلہ اور کس سے گلہ۔ کمزور قوموں کی بات کوں سنتا ہے۔ یہ دنیا صرف اور صرف طاقتوں کی ہے۔